در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابو البرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت اَبو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۱۰ — جلد نمبر ۱۰

۱۶ — ۳۱ مئی ۱۹۹۷ء — محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

ضروری اعلان برائے قارئین کرام

وہ تمام حضرات جنہوں نے گذشتہ سال سالانہ چندہ برائے "الحسن" پندرہ روزہ ادا کر کے ممبر شپ حاصل کی تھی امسال بھی حسب سابق اپنا زر اعانت ادا فرما کے سال رواں میں رسالے کی خریداری کو یقینی بنائیں۔

شکریہ

منی آرڈر بھجوانے کا پتہ
سید غلام الحسنین قادری گیلانی
"الحسن" (پندرہ روزہ)
شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی
۱۳۷۱ کوچہ آقا پیر جان رحمۃ اللہ علیہ یکہ توت پشاور شہر۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
(۱)	شذرہ	سید محمد حسنین گیلانی	۳
(۲)	نعت	محمد نبی خان، جمال سویدا	۵
(۳)	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۶
(۴)	تجلیات غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۸
(۵)	علم الحدیث میں عورتوں کا حصہ	ڈاکٹر اُم سلمیٰ گیلانی	۹
(۶)	سلام بحضور سیدنا امام حسین علیہ سلام	میاں تاج محمد مظہر صدیقی	۱۱
(۷)	امام الشہداء کی یاد	سید ضیا جعفری القادری	۱۴
(۸)	استفتاء مع الجواب	مفتی خلیل الرحمن نقشبندی گلوزی، ر	۲۱

احتسابی عمل اور سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داری

محمد حسنین گیلانی (ایم۔ کام)

کسی بھی جمہوری مملکت کا طرہ امتیاز عوام کی حکومت ہوتی ہے۔ عوام کا حق رائے دہی ہی وہ بنیادی اساس ہے جس پر حکومت کی عمارت تعمیر ہوتی ہے پاکستان بھی فوجی حکومت کے خاتمہ کے بعد الیکشن کی بدولت سست روی کے ساتھ حقیقی جمہوریت کی طرف گامزن ہے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے لے کر اب تک ملک میں کرپشن، اقربا پروری، کوٹہ سسٹم میرٹ کی دھجیاں بکھیرنا، مراعات یافتہ طبقے کی من مانیاں وغیرہ عام ہیں ان معاشرتی اور معاشی بدعنوانیوں کے خلاف کچھ آوازیں بلند ہوتی رہیں جن کی سچائی کو زندہ رکھنے کے علاوہ کوئی اور زیادہ اہمیت نہیں۔ ۱۹۸۸ء کے الیکشن کے نتیجے کے طور پر ایک عوامی نمائندہ حکومت قائم ہوئی تو عوام کو یہ حق بھی حاصل ہوا کہ وہ ان نمائندوں کا حساب لیں بس اس طرح ایک جمہوری پراسس (طرز عمل) شروع ہوا جس کو اگر وردی والے صاحبان سبوتاژ نہ کریں تو آٹھویں ترمیم کے خاتمے سے بہت تقویت ملی ہے احتسابی عمل کی چھتری کے تحت متعدد جمہوری حکومتیں ختم کی گئیں۔ جمہوریت کے استحکام اور عوامی حاکمیت کے لئے یہ عمل کوئی خطرہ نہیں بشرطیکہ اس کو نیک نیتی سے اور بلا امتیاز نافذ کیا جائے دوسرے جمہوری ممالک میں بھی ایسا ہوتا رہتا ہے لیکن ان کے احتساب اور پاکستان کے احتسابی عمل میں واضح فرق ہے۔ جاپان میں وزرائے اعظم تبدیل ہوتے رہتے ہیں ان کے تبادلے سے نہ تو حکومتی کاروبار میں کوئی رخنہ پڑتا ہے اور نہ ہی جمہوری عمل رکتا ہے لیکن ایک کام ضرور ہوتا ہے جو شخص ایک دفعہ کرسی سے اتارا جائے وہ کسی بھی حکمت عملی سے کرسی اقتدار پر واپس آ نہیں سکتا۔ سیاسی پارٹیاں ایک لیڈر کی باندیاں نہیں ہوتیں ان میں سے ہی نت نئے لیڈران قوم کی سرپرستی کے لئے پیدا ہو جاتے ہیں جب کہ پاکستان میں لیڈر پرستی کا یہ عالم ہے کہ پچھلے نو

دس سالوں میں کرپشن کے بے انتہا الزامات کے باوجود محترمہ اور محترم باری باری قوم کی سیاسی پارٹیوں کی سیاسی بصیرت کا مذاق اڑاتے ہوئے نہ صرف خود بلکہ بمعہ اپنے اہل وعیال اور لواحقین کرسی اقتدار پر بڑے فخر کے ساتھ آبیٹھتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کی سیاسی پارٹیوں میں ان کے لیڈران اہل خاندان اور دوستوں کے علاوہ سیاسی بصیرت، حب الوطنی، معاملہ فہمی، معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل کے لئے کوئی موزوں لائحہ عمل نہیں۔ سیاسی پارٹیاں ان کے لیڈران کی جاگیریں بن کر رہ جاتی ہیں۔ برطانیہ میں اگر آئرن لیڈی چلی جاتے تو اس کا خاوند بھائی یا دوست نہیں بلکہ جان میجر کنزرویٹو پارٹی کا لیڈر بنتا ہے پاکستان میں جب بھی حکومت بدلتی ہے تو احتسابی عمل شروع ہوجاتا ہے اور اس میں چند ایک سرکاری ملازمین کے علاوہ کسی بھی شخص کا احتساب نہیں ہوپاتا بلکہ یہ صاحبان بھی معاملہ ٹھنڈا پڑ جانے پر پہلے سے بھی زیادہ مزے کی زندگی گزارتے ہیں۔

احتسابی اقدامات کے تحت جتنی بھی حکومتیں بدلیں اس کے نتیجے میں عوام کو مہنگائی، اضافی قومی قرضہ، فرقہ واریت، لسانی عصبیت، چوری، ڈاکہ زنی، مراعات یافتہ طبقے مضبوط تر، قتل مقاتلے، سرحدوں پر کشیدگی کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔

وقت ہمیں کب تک مواقع فراہم کرتا رہے گا۔ سیاسی پارٹیوں کو حقیقی معنوں میں قوم پرست اور دیانت دار لیڈر چننے چاہئیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ۱۹۷۱ سے بھی بدتر انجام کو نہ پہنچ جائیں۔

رباعی

گل است حسین گلبدن است حسین   شاہ است حسین شاہِ زمن است حسین
جاں داد نداد ایماں بدست لعین   واللہ کہ جاں است بنی تن است حسین

(میاں تاج محمد مظہر صدیقی قادری پشاور)

نعت

(حکیم) محمد نبی خان جمال سویدا

حاصل ہو. جنہیں دولتِ عرفان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہوتے ہیں وہی رُتبہ شناسانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

توفیقِ ثنا پیکرِ خاکی میں کہاں تھی
یہ جلوہ گفتار بفیضانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُس ذات کے پرتو سے کھلے پھول ہزاروں
صحرائے عرب بن گیا بُستانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیکھے ہیں اُسی ذات سے جینے کے قرینے
ہیں کون ومکاں مکتبِ فیضانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ ارض وسما جنبشِ ابرو کا کرشمہ
یہ شمس و قمر سایہ۔ دامانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں عرش پر اُس نقشِ کفِ پا کی بہاریں
یہ شان، یہ توقیر، ہے شایانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُس لہجہ کا انداز بھی شامل ہے وحی میں
ہر آیہ۔ قرآں ہے زباں دانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِک ذرہ خاکی کہ تخلص ہے سویدا
خود را بشمارد زِ غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفسیر القرآن الحسنیہ

گذشتہ راپوستہ — مدیر اعلیٰ ؟

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ یَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَھُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَھُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰہِ مِنْ قَبْلُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۹۱

اور جب بنی اسرائیل کو کہا گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے جو (وحی) نازل فرمائی ہے اُس پر (پُورا پُورا) ایمان لے آؤ۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم تو اُسی پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر اُتری ہے۔ اور اس کے علاوہ جو (وحی الٰہی) ہے وہ اُس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ وحی الٰہی بھی برحق ہے جو اُن کے پاس ہے۔ یہ اُس کی تصدیق کرتی ہے۔ اور (آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کو) فرما دیجئے کہ اگر تم مومنین ہو تو تم نے اس سے قبل اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو کیوں شہید کیا۔

تفسیر اِس آیۂ کریمہ کے ماقبل آیۂ کریمہ میں چونکہ بنی اسرائیل حضرت نبی الانبیاء احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کی اُن عبارات کا جو اُن کی کتاب توریت میں موجود تھیں مکمل طور پر انکار کر دیا اور اُس وحی الٰہی کا بھی جو قرآن کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اُتری یکسر انکار کر دیا۔

لہٰذا اب اِس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے اِس انکار کو اور اپنی ہی وحیٔ الٰہی سے منکر ہونے کا بیان فرمایا اور اس دعوے میں یہ دلیل بھی ارشاد فرمائی کہ تمہاری اِن کتابوں کی تصدیق ہماری وحیٔ الٰہی قرآن مجید فرقان حمید بھی فرماتا ہے۔ گویا بنی اسرائیل اپنی کتاب میں جان بوجھ کر تبدیلی و تحریف کرتے ہیں۔ جس کی اصلاح جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ نیز اُن کے اس انکار پر بطور ثبوت دعویٰ کے ایک اور دلیل ارشاد فرمائی کہ اے بنی اسرائیل! تمہاری یہ عادت مستقرہ ہماری ہے کہ جب کبھی بھی تمہاری طبیعت کے خلاف تمہارے پیغمبر وحیٔ الٰہی لے کر تمہارے پاس آئے تو تم نے نہ صرف اُن کی تکذیب

کی بلکہ اُن کو شہید بھی کیا، تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی کتاب پر ایمان رکھتے ہو تو تم نے اپنے انبیاء کو کیوں شہید کیا۔ اور اُن کی کیوں تکذیب کی۔؟ تو معلوم ہُوا کہ بنی اسرائیل نے اپنی عادتِ جاریہ کے مطابق پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت نبوت وحیٔ الٰہی، اخلاقِ جمیلہ و اوصافِ حمیدہ کا انکار کیا جو کہ اُن کی انتہائی شقاوت و بدبختی تھی اور اپنی کتابوں پر ایمان نہ لانے کا ثبوت تھا۔ (جاری ہے)

ولی کے بارہ خصائل

آپ (غوثِ اعظم قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی، محبوبِ سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرمایا کرتے تھے جس شخص میں جب تک ذیل کی بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں تو اُسے اُس وقت تک ولایت کی مسند پر بیٹھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ وہ بارہ خصلتیں یہ ہیں۔

(۱) دو خصلتیں خدائے تعالیٰ سے سیکھے۔ عیب پوشی اور رحم دلی۔

(۲) دو خصلتیں جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سیکھے۔ شفقت اور رفاقت

(۳) دو خصلتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ راستی اور راست گوئی

(۴) دو خصلتیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ ہر ایک کو نیک بات بتلانا اور برائی سے روکنا۔

(۵) دو خصلتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ مساکین کو کھانا کھلانا اور بغرض عبادت شب بیداری

(۶) دو خصلتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سیکھے۔ عالم بننا اور شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا (بشکریہ تذکرہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ)

گذشتہ سے پیوستہ

تجلیات غوثیہ

اردو ترجمہ مدیر اعلیٰ احسن

اور اٹک کے نواح میں میرے دوست میاں نور محمد تھے جو کہ منصب داری کے عہدے پر فائز تھے لیکن جذبہ کاملہ رکھتے تھے جس پر توجہ کرتے وہ بھی صاحب توجہ ہو جاتا ان کی صحبت میں کئی بار حاضر ہوا۔ انہوں نے خوب توجہ فرمائی ان کا اثر بھی میں نے خوب پایا اٹک میں ایک دوست شاہ محمد فاضل نام کے تھے یہ بھی صاحب تاثیر درویش تھے ان کی صحبت میں. بہت دفعہ آنا جانا رہا۔ ایک دوست شاہ زندہ فقیر تھے جو بڑے صاحب کمال تھے چالیس برس تک بول و براز کی حاجت نہیں کی اور ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر یاد حق میں مشغول رہے ان کی خدمت میں پہنچ کر دعا کی درخواست کی مہربانی فرمائی اور جلدی رخصت کر دیا۔

محمود کامہ جو کہ علاقہ کابل میں جلال آباد کا ایک شہر ہے وہاں ایک صاحب اخوند ملا نعیم تھے ان سے میں نے تلویح و توضیح کی کتاب پڑھی اور علوم ظاہری باطنی سے جو نصیب میں تھا اُن سے حاصل کیا اور بطریق اجمال انہوں نے طریقہ نقشبندیہ بھی مجھے ارشاد فرمایا لیکن اس نسبت کا کوئی اثر میں نہیں پاتا اور ایک دوست شاہ حسین نامی پکھلی سے پشاور آئے تھے اور شافعی المذہب تھے، طریقہ کبرویہ رکھتے تھے زبانی اوراد کا شغل ہمیشہ رکھتے تھے اور انتہائی زاہد و صاحب حال تھے اکثر اُن کی صحبت کا اتفاق ہوا۔ اُن کی صحبت سے رقت قلبی اور تاثیر بھی حاصل ہوتی تھی اور شاہ چراغ نام کے ایک دوست پوٹھوار میں رہتے تھے، پشاور سیر کے لئے آئے۔ طریقہ قادریہ میں ادعیہ، دعوت اسماء اور شغل بقلب میں مشغول رہتے کافی عرصہ اُن کی صحبت میسر رہی اور اکثر اسرار اس فقیر کو بیان فرماتے اور بہت مہربانی فرماتے اس کے بعد راولپنڈی پرگنہ اٹک میں شاہ لطیف نامی مجذوب صاحب کمال تھے ان سے اکثر خوارق کا ظہور ہوتا ان کی خدمت میں بار بار گیا اور صحبت سے مشرف ہوا۔ ایک دن اس فقیر پر توجہ کی اس کا اثر اُس دن ہوا۔ مگر پھر معدوم ہو گیا اور اس کے بعد باقی نہ رہا۔

(جاری ہے)

گزشتہ سے پیوستہ

علم الحدیث میں عورتوں کا حصہ

ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی

اسماء بنت ابی بکر

آپ کا نام نامی اسماء اور لقب ذات النطاقین (۱) تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں آپ کی والدہ کا نام قتلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ مکہ مکرمہ میں ۵۹۵ء (۲) میں پیدا ہوئیں۔ حضرت زبیر بن العوم سے شادی ہوئی۔ قبولیت اسلام میں آپ کا آٹھواں نمبر تھا (۳)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۵۶ احادیث روایت کیں۔ حضرت عبداللہ، عروہ، عباد بن عبداللہ بن کسان، ابن عباس، صفیہ بنت شیبہ، ابن ابی ملنکہ، وہب بن کسان، ابو بکر بن زبیر، مطلب بن حنطب، محمد بن سکندر، مسلم مصری، ابو نوفل بن ابو عقرب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ جمادی الاول ۷۳ھ میں ۱۰۰ سال کی عمر پا کر مکہ مکرمہ میں وفات پائی (۴)۔

اسماء بنت عمیس:-

اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن معاویہ بن زید بن مالک بن نشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن حلف بن اقتیل ہے اور والدہ ہند بنت عوف تھیں۔ آپ قبیلہ کنانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا نکاح ہوا۔ آپ نبی۔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ابی ارقم کی سکونت سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں (۵)۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں (۶)۔ آپ سے ساٹھ احادیث مروی ہیں۔ حضرت عمر، ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن جعفر، ابن عباس، قاسم بن محمد، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عروہ بنت مسیب، ام عون، بنت محمد بن جعفر، فاطمہ بنت علی، ابو یزید مدنی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں (۷)۔ ۴۰ھ میں آپ نے وفات پائی (۸)۔

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن۔

اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع بن امراء القیس بن زید بن الاسہل ابن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ آپ کی کنیت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں۔(۹)۔ آپ سے چند احادیث مروی ہیں۔ محمود بن عمرو انصاری، مہاجر بن ابی مسلم، شہر بن حوشب، مجاہد اسحاق بن راشد، جنگ یرموک میں اپنے خیمے کی چوب سے نو رومیوں کو قتل کیا۔

حواشی و حوالہ جات

۱ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی تو دوپہر کے وقت حضرت اسماء کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کے بارے میں اظہار فرمایا۔ تو حضرت اسماء نے سفر کے لئے سامان تیار کیا۔ دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا۔ اور اسے اپنے نطاق میں باندھ لیا۔ نطاق وہ کپڑا جو عورتیں نیچی کمروں پر لپیٹتی تھیں۔ اسی دن سے آپ کا لقب ذات النطاقین مشہور ہو گیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۳-۵۵۵)

۲ (مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۵۰)

۳ اصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۸ ص ۲۲۹) طبقات ج ۱ ق ۱ ص ۱۲۱۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۱۲) فتح الباری ج ۶ ص ۱۰۳) اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۲) تقریب التہذیب ص ۲۹۵)

۴ مقالہ نگار دنیا کیلو پیڈیا برٹانیکا (ج ۱۲ مطبوعہ امریکہ) ۱۶ جولائی ۶۲۲ء سے سنہ ھ کا آغاز ہوا۔ شرح غوثیہ شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری ص ۱۹۶ مطبوعہ شاہ محمد غوث اکیڈیمی پشاور۔

۵ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۳۶، اصابہ ج ۸ ص ۹

۶ صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۰۷-۶۰۸

۷ مسند ج ۶ ص ۳۶۹

۸ تہذیب التہذیب ص ۲۸۸، مسند ج ۶ ص ۳۶۹، طبقات ج ۲ قسم ۲ ص ۳۱-۳۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۸۵-۳۹۲، فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۹، ریاض النضرہ ۱۹۳۹۔ تقریب التہذیب ص ۲۹۵، سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۱۱، ج ۲ ص ۱۴۲۔

۹ جب آپ چند عورتوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مجمعے میں تشریف فرما تھے تو عرض کی کہ مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں کہ خدا نے آپ کو مرد اور عورت سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ ہم نے آپ کی پیروی کی اور آپ پر ایمان لائے ہیں۔ لیکن

(باقی صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

سلام بحضور سیدنا امام حسین علیہ السلام

میاں تاج محمد مظہر قادری پشاور

سید الشہداء، دافع ہر بلا ناصر روز ہیبت پہ لاکھوں سلام
شاہ گلگوں قبا، وہ شہید وفا شاہسوار شہادت پہ لاکھوں سلام
رشک شمس و قمر غازہ برگ و بر نیر اوجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
راکبِ مصطفیٰ، نیرِ مرتضیٰ راکب دوش عظمت پہ لاکھوں سلام
ہر ادا پہ فدا خالقِ کبریا مرکز مہروالفت پہ لاکھوں سلام
جس کا بھائی حسن، حسن مجتبیٰ اُس حسن کی شرافت پہ لاکھوں سلام
روح جس کی نبی، جسم جس کا علی اس بدن کی نفاست پہ لاکھوں سلام
جو اکیلا ہزاروں سے لڑتا رہا اس شجاع کی شجاعت پہ لاکھوں سلام

مظہر مصطفیٰ، صورت مرتضیٰ
دُودْمان رسالت پہ لاکھوں سلام

امام الشہداء کی یاد

آقا سید ضیار جعفری القادری

شعلے میں ایک حسن ہے جس کا لطف پروانے ہی اٹھا سکتے ہیں پھولوں میں رس ہے جس کو شہد کی مکھی ہی خوب سمجھتی ہے جس میں ایک کشش ہے جس کو اہل ذوق ہی خوب جانتے ہیں اسی طرح نفس انسانی کی عظمت میں ایک کشش ہے جس کو انسانیت کے حقائق شناس دل ہی خوب سمجھ سکتے ہیں شعلہ اپنا حسن دھوئیں کے بادلوں میں کھو دیتا ہے پھول تمازت آفتاب سے کملا جاتا ہے۔ بڑھاپا اور بیماریاں حسینوں کے بلاخیز حسن کو مٹا دیتی ہیں لیکن دنیا کی کوئی طاقت کائنات کا کوئی انقلاب ایک پاکیزہ نفس کی عظمت کو صدمہ نہیں پہنچا سکتا۔

امام حسین علیہ السلام کی روحانی عظمت و اقتدار کو ہم میں سے بہت کم لوگوں نے سمجھا اور اگر بعض لوگوں نے کسی قدر سمجھا بھی تو فائدہ بہت کم اٹھایا گیا۔ امام حسین علیہ السلام کی محترم زندگی کا اولوالعزم کارنامہ صرف اتنا کہنے پر ختم نہیں ہوتا کہ وہ مظلوم شہید ہوتے بلکہ ان کی مقدس زندگی سے ایسے بے شمار سبق حاصل ہوتے ہیں جو آب زر بلکہ لوح دل پر لکھنے یاد کرنے اور عمل پیرا ہونے کے قابل ہیں۔ یزید جیسا ننگ انسانیت اور پیکر استبداد امام حسین علیہ السلام کے پیکر میں ایمانی اور ایقان کی اس شمع فروزاں کو نہیں دیکھ سکتا تھا جو امام حسین علیہ السلام کے پرسوز دل کو جگمگا رہی تھی اسی نے امام حسین علیہ السلام کا قیاس دنیا کے عام انسانوں پر کیا وہ ان سے جبراً بیعت لینی چاہتا تھا لیکن اسے یہ خبر نہ تھی کہ اس درویش خداست اور پروردہ آغوش رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مادی وجود کے پیچھے نفس مطمئنہ کا ایک بڑا فولادی حصار ہے جس کو جبروتی اور طاغوتی قوتیں ختم نہیں کرسکتیں۔

عشق آزادی اور شہادت عظمیٰ کا ایک ناپید اکنار سمندر ہے جس کو یزید کی مصلحتیں عبور نہیں کرسکتیں وہ آدمیت کو صرف جسم و جان تک محدود سمجھتا تھا اس کو معلوم نہ تھا کہ کوئی ایسی قوت بھی اس کے اندر کارفرما ہے جو ناقابل تسخیر ہے۔

... یقین محکم، اسلامی تعلیمات کا بہت بڑا دارومدار اسی پر ہے۔

سید الشہداء یقین کی مکمل روشنی میں سانس لیتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ میں صحیح راستہ پر ہوں، انہیں یقین تھا کہ آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے انہیں یقین تھا کہ حق کی طرف داری کا صلہ خدا تعالیٰ سے ملتا ہے انہیں یقین تھا کہ باطل کو حق پر کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی، انہیں یقین تھا کہ خدا کا دین برحق ہے اور اس کی نصرت ایمان کا فریضہ ہے۔ انہیں یقین تھا کہ میرے نانا سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے انہیں یقین تھا کہ حق پر جان دینا حیات ابدی ہے۔

یزید کو اپنی سطوت و جبروت پر ناز تھا اور امام حسین علیہ السلام کو اپنے یقین پر، اپنے یقین کی بناء پر امام حسین علیہ السلام نہایت اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی کی آخری منزلیں طے کر رہے تھے۔

خاکم بہ دہن اگر حسین علیہ السلام کے یقین میں ہلکی سی کمزوری ہوتی، تو وہ بہت آسانی سے اپنی اور اپنے عزیزوں کو جان بچا سکتے تھے صرف بیعت کا سوال تھا (عیاذاً باللہ) اس کے منظور کرتے ہی ظلم و استبداد کی گھٹائیں چھٹ جاتیں زندگی کا مطلع صاف ہو جاتا لیکن اس کے بعد جو زندگی بسر کرتے وہ یزید کی غلامی کہلاتی نہ کہ خدائے عزوجل کی بندگی۔

انسانیت کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے نیچی ہو جاتیں حق پرستی کا دم نکل جاتا حسین علیہ السلام وہ حسین علیہ السلام نہ رہتے جواب ہیں، حسین علیہ السلام کے جذبہ حق پرستی اور آزادی کو یزید کی سطوت کچل نہ سکی۔ وہ آخری دم تک اپنے عزم و یقین پر قائم رہے۔ وہ نہ دیکھ سکے کہ یزید اسلام کا جذبہ آزادی سلب کرے۔ اخوت اسلامی کا شیرازہ منتشر کر دے۔ ایمانی فضا مکدر بنا دے۔ انسانی حقوق کچل دے۔ وہ اس یقین پر مرے کہ الموت اولیٰ من رکوب العاد موت ذلت کی زندگی سے بدرجہا بہتر ہے۔

قرآن و سنت کے آئینہ میں جب شہید کربلا کا رخ زیبا نظر آتا ہے تو بعینہ وہی خدوخال نظر آتے ہیں جس کا اسلام ایک مرد مومن سے مطالبہ کرتا ہے۔

سرکار کی جوانی کا ایک واقعہ سنیئے۔ نانا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی مساوات کا جو سبق دیا تھا وہ انہیں ازبر تھا۔ اسی جذبہ کا نتیجہ تھا کہ ایک مرتبہ ان کا گزر فقیروں کے ایک اجتماع میں ہوا، جو روکھے سوکھے ٹکڑے کھا رہے تھے وہ فقیر اس ہمدرد شخصیت سے اچھی طرح واقف تھے وہ جانتے تھے کہ

یہ غریبوں کا رہنما اور فقیروں کا ماویٰ و ملجا ہے اسی لئے انہوں نے مخلصانہ بے تکلفی کے ساتھ انہیں اپنے روکھے سوکھے ٹکڑوں میں شرکت کی دعوت دی جس خلوص سے دعوت کی یہ آواز فقیروں کے دلوں سے بلند ہوئی تھی اسی خلوص کے ساتھ اس محترم ہستی نے اسے قبول فرمایا اور مساویانہ اور برادرانہ انداز میں بیٹھ کر ان ٹکڑوں کو کھانے لگے۔

ایک اور شخص اس راستے سے گزرا اس نے یہ مساواتی نقشہ دیکھ کر دریافت کیا۔ مولیٰ آپ یہاں کیسے بیٹھے ہیں تو اس برگزیدہ شخصیت کی زبان پر آیا جالس مسکین مسکیناً ایک مسکین دوسرے مسکین کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ امام الشہداء کا یہ طرز عمل اور اس پر یہ برجستہ جواب ان کے معاشرتی رجحانات کا پتہ دے رہا ہے جو ان کے دلوں میں جڑیں پکڑ چکے تھے۔

عفو و درگزر کا یہ عالم تھا کہ امام نجم الدین عمر نسفی رحمتہ اللہ نے الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کی تفسیر فرماتے ہوئے ایک حکایت لکھی ہے کہ سبط رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام عالی مقام ایک روز اپنے دولت کدہ پر شرفائے عرب کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ غلام شوربے کا پیالہ لے کر آیا اتفاقاً غلام کے ٹھوکر لگی گرم گرم شوربا سر مبارک اور ریش اقدس پر گرا امام حسین علیہ السلام کے تمام کپڑے شوربے میں لت پت ہو گئے مولیٰ نے سر اٹھا کر دیکھا غلام ہیبت امامت سے کانپ اٹھا فوراً بولا الکاظمین الغیظ فرزند بتول نے کہا کہ میں نے غصہ پی لیا غلام نے کہا کہ والعافین عن الناس جگر گوشہ حیدر کرار بولے میں نے معاف کر دیا، غلام پکارا واللہ یحب المحسنین نور دیدہ ساقی کوثر نے فرمایا میں نے تمہیں آزاد کر دیا اہل مجلس اس حلم و کرم کا منظر دیکھ کر ورطہ حیرت میں ڈوب گئے۔

امام حسین علیہ السلام یزیدی شہنشاہیت کے تیوروں سے ابتداء ہی سے تاڑ گئے تھے کہ اسلام کی بتائی ہوئی اخلاقی معاشرتی اور سیاسی صداقتوں کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔ ایسی حالت میں وہ مجبور تھے کہ ان صداقتوں کے تحفظ کے لئے وہ اس راستہ پر چلیں جس پر مصیبتوں اور آفتوں کے کانٹے ہر طرف بچھے ہوئے ہیں اور جس کا بالآخر خاتمہ اس منزل پر ہونے والا ہے جس میں انہیں اور ان کے بہترین رفقاء کو خونیں کفن پہننا پڑے گا اور ان کے اہل بیت کو قید و بند کی صبر آزما مصیبتیں جھیلنا

ہوں گی، امام عالی مقام نے اپنے متعدد خطبوں میں اس ظلم واستبداد کی جانب کھلے الفاظ میں اشارہ کیا جو یزید کی شہنشاہیت نے روا رکھا تھا کربلا جاتے وقت مقام بیضہ پر آپ نے ایک دردناک خطبہ دیا

"لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ظالم محرمات الٰہی کو حلال کرنے والے خدا کے عہد کو توڑنے والے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا اور اس کو قولاً اور عملاً غیرت نہ آئی تو خدا کو حق ہے کہ اس کو اس بادشاہ کی جگہ دوزخ میں داخل کردے۔ لوگو خبردار ہوجاؤ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی ہے اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑی ہے ملک میں فساد پھیلایا ہے حدود الٰہی توڑ دیا ہے۔ مال غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کردیا ہے اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کردیا ہے اس لئے مجھ کو غیرت آنے کا زیادہ حق ہے"

میرے پاس تمہارے خطوط آئے تمہارے قاصد آئے کہ تم نے بیعت کرلی ہے اور یہ کہ تم مجھے بے یارومددگار نہ چھوڑو گے، پس اگر تم اپنی بیعت پوری کرو گے تو راہ راست کو پہنچو گے، میں علی اور فاطمہ بنت رسول کا بیٹا حسین ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے برابر اور میرے اہل تمہارے اہل کے برابر ہیں۔ میری شخصیت تم لوگوں کے لئے نمونہ ہے۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو گے اور اپنا عہد توڑ کر میری بیعت کا حلقہ اپنی گردن سے نکال ڈالو گے تو میری عمر کی قسم یہ بھی تمہاری ذات سے بعید اور تعجب انگیز فعل نہ ہوگا تم اس سے پہلے میرے باپ، میرے بھائی، میرے ابن عم مسلم کے ساتھ ایسا ہی کرچکے ہو، وہ فریب خوردہ ہے جو تمہارے فریب میں آگیا تم نے اپنے فعل سے اپنا حصہ ضائع کردیا، جو شخص عہد شکنی کرتا ہے وہ گویا اپنی ذات سے عہد توڑتا ہے عنقریب خدا مجھ کو تمہاری امداد سے بے نیاز کردے گا۔ اور اس طرح نو محرم کو عصر کے وقت جب ابن سعد نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اس وقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں نماز و دعا کے لئے ایک رات کی اجازت چاہتا ہوں، رات کے وقت حضرت امام عالی مقام نے اپنے ساتھیوں کو جمع کرکے ایک عظیم الشان خطبہ دیا اور فرمایا

"الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمارے گھروں کو نبوت سے مشرف کیا اور دین کی سمجھ اور قرآن کا فہم

عطا فرمایا لوگوں میں نہیں جانتا کہ آج روئے زمین پر میرے ساتھیوں سے افضل اور بہتر لوگ بھی موجود ہیں یا میرے اہل بیت سے زیادہ ہمدرد غمگسار کسی کے اہل بیت ہیں، اے لوگو، خدا تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے کل میرا اور ان کا فیصلہ ہوجائے گا غور و فکر کے بعد میری یہ رائے ہے کہ رات کے اندھیرے میں تم سب خاموشی سے نکل جاؤ اور میرے اہل بیت کو ساتھ لے جاؤ میں خوشی سے تمہیں رخصت کرتا ہوں میری طرف سے کوئی شکایت نہ ہوگی، یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں، یہ میری جان لے کر تم سے غافل ہوجائیں گے"

امام کے الفاظ سے زمین و آسمان میں سناٹا چھا گیا آپ کے اہل بیت فرط بے قراری سے تڑپ اٹھے حضرت عباس نے کہا کہ اے مولائے دو جہاں خدا وہ دن نہ دکھائے کہ ہم آپ کے بغیر زندہ رہیں مسلم بن عقیل کے رشتہ داروں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم اپنی جان، مال اولاد سب کچھ قربان کردیں گے مگر آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

مسلم بن عوسجہ اسدی نے کہا اے ابن بتول! ہم آپ کو چھوڑ کر کہاں جاسکتے ہیں؟ میں اپنا نیزہ دشمنوں کے سینے میں توڑ دوں گا جب تک قبضہ ہاتھ میں رہے گا تلوار چلاؤں گا نہتا ہو جاؤں گا تو پتھر پھینکوں گا یہاں تک کہ موت میرا خاتمہ کردے سعد بن عبد اللہ الحنفی نے کہا

"خدا کی قسم ہم آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک خدا نہ دیکھ لے کہ ہم نے اسکے رسولؐ کا حق محفوظ رکھا ہے اگر میں ۷۰ مرتبہ بھی قتل ہو جاؤں جلایا جاؤں، اور آگ میں بھونا جاؤں تو پھر بھی آپ کی رفاقت سے دست کش نہ ہوں گا"

زہیر بن القین نے کہا کہ بخدا اگر مجھے ہزار مرتبہ بھی آرے سے چیر دیا جائے تو میں آپ کی رفاقت سے منہ نہ موڑ دوں گا"

جب محفل وفا کی گرمجوشیاں ختم ہو چکیں تو نماز کی صفیں آراستہ ہوئیں، امام حسین علیہ السلام اور رفقائے امام حسین علیہ السلام ساری رات نماز استغفار، قرآن خوانی اور دعا و تضرع میں مصروف رہے راوی کہتا ہے کہ خیمہ گاہ حسین علیہ السلام سے تمام رات ذکر و اشغال کے سبب شہد کی مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ کی آوازیں آتی تھیں سب نے مراقبوں میں فردوس بریں میں اپنے اپنے مقامات دیکھ لئے۔

کوئی مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضیٰ کو جام کوثر لئے ہوئے انتظار میں پاتا کوئی حسن مجتبیٰ کو انتظار کے عالم میں دیکھتا فردوس کی حوریں نثار ہوتی ہوئی دکھائی دیتیں ادھر دشمن کی بے قراری کا کچھ اور عالم تھا ان کے تیغ بکف سوار رات بھر لشکر امام علیہ السلام کے گرد چکر لگاتے رہے

جمعہ کے دن دسویں محرم کو نماز فجر کے بعد عمر بن سعد اپنی فوج لیکر نکلا امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنے اصحاب کی صفیں قائم کیں لشکر مظلوم کربلا میں ۳۲ سوار اور ۴۰ پیدل یعنی کل ۷۲ آدمی موجود تھے جب لشکر روسیاہ نے پیش قدمی کی تو تاجدار صبر واستقامت انکے سامنے آئے اور بلند آواز سے یہ خطبہ دیا

"لوگوں میری بات سنو جلدی نہ کرو مجھے نصیحت کر لینے دو اپنے عذر بیان کرنے دو، اپنی آمد کی وجہ کہنے دو، اگر میرا عذر معقول ہوا اور تم اسے قبول نہ کر سکو تو تمہارے لئے خوش قسمتی کا باعث ہو گا ورنہ مجھے کسی بات سے انکار نہیں ہے تم اور تمہارے ساتھی ایکا کرو مجھ پر ٹوٹ پڑو میرا اعتماد ہر حالت میں صرف پرودگار عالم پر ہے"

آپ کے اہل بیت نے یہ کلام سنا تو شدت تاثر سے بے قرار ہو گئیں اور خیمہ گاہ سے آہ وبکا کی صدائیں بلند ہوئیں آپ نے عباس اور علی اکبر کو بھیجا تاکہ انہیں خاموش کرائیں اور کہا "ابھی انہیں بہت رونا باقی ہے" پھر آپ نے کمال فصاحت سے تقریر شروع کی

"لوگو! میرا حسب ونسب یاد کرو، سوچو میں کون ہوں، پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو! اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی لڑکی کا بیٹا نہیں؟ انکے چچیرے بھائی علی کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ میرے باپ کے چچا نہیں ہیں؟ کیا ذوالجناحین جعفر طیار میرے چچا نہیں؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو میرے اور میرے بھائی کے حق میں یہ فرماتے نہیں سنا

"سید الشباب اھل الجنۃ"

(جوانان جنت کے سردار) اگر میرا بیان سچا ہے اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے لے کر اب تک جھوٹ نہیں بولا تو بتاؤ! کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا

چاہیے؟ اگر تم میری بات کا یقین نہیں کرتے تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کر سکتے ہو جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو! ابو سعید رضوری سے پوچھو! سہل بن سعد ساعدی سے پوچھو! زید بن ارقم اور انس بن مالک سے پوچھو! وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا یا نہیں؟

کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟

واللہ اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کسی نبیؐ کی لڑکی کا بیٹا موجود نہیں، میں تمہارے نبیؐ کا بلا واسطہ نواسہ ہوں کیا تم مجھے اسی لئے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ میں کسی کی جان لی ہے؟ کسی کا خون بہایا ہے؟ کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے آخر میرا کیا قصور ہے؟

آپ نے بار بار پوچھا مگر کسی نے جواب نہیں دیا اس کے بعد عمر بن سعد نے کمان اٹھائی اور لشکر حسین کی طرف یہ کہہ کر تیر پھینکا "گواہ رہو سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہے"

اب میدان کارزار گرم ہو گیا امام حسین علیہ السلام کے شیر دل سپاہی جس طرف رخ کرتے صفوں کو الٹ دیتے عمر بن سعد کی فوج امام مظلوم پر ٹوٹ پڑی، ہر جانب خون کے فوارے اچھلنے لگے امام دوسرا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفقاء داد شجاعت دیتے ہوئے یکے بعد دیگرے جنت کو سدھارنے لگے

اب بنی ہاشم اور خاندان نبوت کی باری آئی سب سے پہلے ہم شکل پیمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی اکبرؓ شہید ہوئے آپ کی عمر ۱۸ برس تھی (راوری کہتا ہے) اس وقت خیمہ سے ایک بے قرار خاتون نہایت تیزی سے نکلی یہ اتنی صاحب جمال تھی جیسے چڑھتا ہوا سورج وہ چلاتی رہی تھی، آہ بھائی، آہ بھتیجے یہ زینبؓ بنت فاطمہؑ بنت رسول اللہ تھی حضرت حسین علیہ السلام نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خیمے میں پہنچا آئے پھر علی اکبر کی لاش اٹھائی اور خیمے کے سامنے لا کر رکھ دی خیمہ سید الشہداء میں کہرام مچ گیا سیدانیاں حضرت شہر بانو والدہ، علی اکبر کے گرد جمع ہو گئیں جو اس وقت بین کر رہی تھی واحمدؐا، واعلیاؑ واحسیناؑ

اسکے بعد ایک اور جوان رعنا جس کا چہرہ چاند سے زیادہ حسین تھا لباس فاخرہ پہنے ہوئے میدان جنگ میں بپھر ہوئے شیر کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑا آخر داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گیا

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام مظلوم علیہ السلام کو اس نوجوان کے سرہانے کھڑا دیکھا نو عمر لڑکا ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور حضرت امام فرما رہے تھے انکے لئے ہلاکت ہو جنہوں نے تجھے قتل کیا ہے یہ قیامت کے دن تیرے نانا رسول صلی علیہ وآلہ وسلم خدا کو کیا جواب دیں گے آپ نے لاش کو گود میں اٹھایا جوان رعنا کا سینہ آپ کے سینے سے ملا ہوا تھا اور پاؤں زمین پر رگڑتے جاتے تھے، آپ نے اس لاش کو علی اکبر کے پہلو میں لٹا دیا

راوی کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے جواب ملا قاسم بن حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام بن ابی طالب،

جب بنی ہاشم اور اہل بیت ایک ایک کر کے شہید ہو گئے تو دشمن کی تلواریں حضرت امام حسین علیہ السلام کی جانب جھکیں فرزند رسول خدا تیغ بکف دشمن کی طرف متوجہ ہوتے اور اس شجاعت، پامردی اور ثابت قدمی سے لڑے کہ دنیا میں استقلال جہاد کا نام ہمیشہ کے لئے روشن ہو گیا

حضرت امام تیغ بکف رجز پڑھتے ہوتے جس طرف نکل آتے صفوں کی صفیں الٹ جاتیں آخر وقت میں حضرت زینب نے ایک دردناک فریاد کی آپ کے الفاظ اس قدر غم انگیز تھے کہ خود ابن سعد بھی نہ رہ سکا بے اختیار رو پڑا، امام مظلوم لڑتے جاتے تھے اور فرماتے تھے لوگو تم ایک ایسے شخص کو قتل کر رہے ہو جسکے بعد کوئی دوسرا قتل خدا کی اس قدر ناراضگی کا باعث نہ ہو گا حضرت امام کی حالت لحظہ بہ لحظہ کمزور ہو رہی تھی تمام بدن زخموں سے چھلنی تھا پیاس کی شدت میں آپ نہر علقمہ کی جانب بڑھے دریا تک پہنچے چلو میں پانی اٹھایا کہ ایک تیر دہن مبارک میں پیوست ہو گیا پانی خون آلود ہو گیا آپ نے پھینکا اور بڑی مشکل سے تیر ستم نکالا اب دونوں چلو خون سے بھر گئے آپ نے خون آسمان کی طرف اچھالا اور فرمایا الٰہی تو دیکھتا ہے کہ تیرے رسول کے نواسے سے کیا برتاؤ ہو رہا ہے یہ کہہ کر آپ کی آخری رخصت کے لئے گھوڑے کی باگ خیمہ گاہ کی جانب موڑ دی مگر دشمنوں نے راستہ روک لیا اب دوپہر ڈھل رہی تھی، سورج مغرب کی جانب ذرا اور جھکا سائے لمبے ہونے لگے فوجیں چاروں طرف سمٹ کر ایک جگہ جمع ہو گئیں گھوڑوں کی ٹاپوں نے فضا کو غبار آلود کر دیا

اس قافلہ کا سالار یکہ و تنہا دشمنوں کے نرغے میں پھنسا ہوا تھا یہ وہی حسین علیہ السلام ہے جس کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے

ہوں حسینؑ بہشتی جوانوں کے سردار ہیں حسینؑ میرے لخت جگر ہیں میرے نور نظر ہیں خدایا انکے دوستوں کو دوست رکھ اور انکے دشمنوں کو دشمن حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ اتنے میں زمین سیاہ آندھی بن گئی فرات کا پانی مضطرف ہو گیا زمین میں زلزلہ آگیا گرد و غبار نے سورج کو گہنا دیا یکایک غبار کی چادر چاک ہوئی حسین علیہ السلام کا سر اقدس نیزے پر بلند ہوا یہ نیزہ سنان ابن انس اٹھاتے ہوتے تھا عمر بن سعد کے حکم سے امام مظلوم کی لاش گھوڑوں کی ٹاپو سے روند ڈالی گئی یہ تقدیر بھی جسد اقدس پر پوری ہوئی خیمے تاراج کئے جانے لگے شام ہونے لگی، کیسی شام غریباں دشمن کے لشکر میں شادیانے بج رہے تھے حضرت زینبؑ نے مظلوم کربلا اور ان کے عزیزوں کی پامال لاشیں دیکھیں تو تڑپ گئیں بے اختیار فریاد کرنے لگیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیکھ حسینؑ ریگستان میں پڑا ہوا خاک و خون میں غلطاں ہے تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے تیری بیٹیاں قیدی ہیں اور تیری اولاد مقتول ہے ہوا ان پر خاک ڈال رہی ہے اتنے میں خیام اہل بیت سے شعلے اٹھے اس وقت چادریں چھینی جا رہی تھیں سیدانیاں لق و دق صحرا میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی کوئی یار و مددگار نہیں تھا اس بیکس قافلے کا میر کارواں ایک بیمار تھا کون بیمار کربلا یہ آدم آل عبا امام زین العابدین ہیں، امام زین العابدین کربلا کے واقعہ کے بعد عمر بھر اپنے باپ کو روتے رہے ان کی تمام زندگی مصائب حسینی کی یاد قائم رکھنے کے لئے مرقع غم بجا ری، ہمیشہ امام مظلوم کی پیاس کو یاد فرماتے

شاہ است حسین پادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سردار نہ داد دست در دست یزید
حق کہ بنائے لاالہ است حسین

امام جعفر صادق نے فرمایا کہ امام زین العابدین اپنے پدر بزرگوار کو ۴۰ برس روئے درحالیکہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے جب افطار کا وقت آتا تھا اور آپ کا غلام کھانا اور پانی لیکر حاضر ہوتا تھا اور آپ کے سامنے رکھتا تھا اور عرض کرتا کہ نوش فرمایئے تو حضرت فرماتے تھے افسوس کہ رسولؐ خدا کا فرزند بھوکا پیاسا شہید ہوا

گزشتہ سے پیوستہ

استفتاء مع الجواب

مولانا مفتی خلیل الرحمن نقشبندی

حماۃ شام جلیل القدر عالم اور خطیب عالم اور خطیب مولانا محمد علی تحریر فرماتے ہیں

واذا کان التوسل مشروعا، بالاعمال الصالحۃ دون معارض وہی مخلوقۃ مع کونہا لاندری ہل تلک الاعمال مقبولۃ ام لا فکیف لا یجوز التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو افضل مخلوق ومقبول لدی اللہ تعالی فی حیاتہ وبعد وفاتہ باعتبارہ حیا وتعرض علیہ اعمالنا دائما کما فی الاحادیث الصحیحۃ فافہم۔ حرف حقانیت ص ۳۲

ترجمہ:-

جب اعمال صالحہ سے توسل جائز ہے اور اسکا کوئی مخالف نہیں ہے حالانکہ یہ مخلوق ہیں اور ہمیں معلوم بھی نہیں کہ وہ اعمال مقبول ہیں یا نہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کیوں جائز نہ ہو گا جبکہ اپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر مخلوق سے زیادہ افضل ہیں، ہمشہ پیش کئے جاتے ہیں جیسے کہ احادیث میں وارد ہے

شام کے علامہ عبدالعزیز خطیب جامع سلطان فرماتے ہیں

واذا کانت الشفاعۃ لیست شرکا فالوسیلۃ شرکا (الی ان قال) قال اللہ سبحانہ وتعالی فی حق موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام وکان عند اللہ وجہیا سورہ انبیا القرآن افلایکون خاتم الرسل والانبیاء وجیہا عند اللہ وتعالی حرف حقانیت ص ۵۲

ترجمہ

جب شفاعت شرک نہیں ہے تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ سورہ انبیاء میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرماتا ہے وکان عند اللہ وجیہا" اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز ہے تو کیا خاتم الانبیاء۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز نہیں ہوگے

دمشق کے جامع النجارین کے خطیب علامہ ابو سلیمان ذہبی کی عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ کریں

ترجمہ، انبیاء مرسلین علیہم السلام اور ان اولیاء صالحین سے توسل کرنا جنکی فضیلت تقویٰ اور عدالت وولایت پر اتفاق ہے ایمان ہے کفر نہیں ہے

حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین رملی سے سوال کیا گیا سئل شیخ الاسلام شہاب الدین الخ

بخوف طوالت عربی کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے حضرت شیخ الاسلام رملی سے پوچھا گیا کہ عوام الناس جو مصیبتوں کے وقت یا شیخ فلان وغیرہ کہتے ہیں تو کیا مشائخ وصال کے بعد امداد فرماتے ہیں اور ان سے استغاثہ کیا جاسکتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام علماء صلحاء سے استغاثہ جائز ہے کیونکہ وصال کے بعد بھی امداد فرماتے ہیں جیسے اپنی حیات میں امداد فرماتے تھے اس لئے کہ انبیاء کے معجزے اولیاء کی کرامتیں ہیں مشارق الانوار ص ۵۸

حضرت شیخ الاسلام علامہ حسن العدوی الحمزاوی فرماتے ہیں

ومایقع من بعض العوام من قولہم یاسیدی فلان ان شفیت مریضی فلک علی کذالخ

ترجمہ:-

یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں یا سیدی فلان اگر آپ میرے مریض کو شفا دیں یا میری یہ مراد پوری کریں تو آپ کے لئے میرے ذمے اتنی چیز ہے تو یہ مانگنے کے طریقے سے جہالت ہے (کہنا یہ چاہیے کہ یا اللہ فلاں بزرگ کے طفیل میری حاجت پوری فرما) لیکن اسے کفر قرار نہیں دیا جائے کیونکہ ان لوگوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ولی میرے مقصد کو پیدا کرے گا ان کی نیت تو یہ ہوتی ہے کہ اس ولی کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنائیں کیونکہ جس کا وسیلہ پیش کیا جارہا ہے وہ ان کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب ہے مشارق الانوار ص ۵۹

یہ ہیں علماء اور صلحاء امت کے عقائد واقوال مگر کون سمجھائے پندرھویں صدی کے سفہاء کو

اب ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ ہو

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا جبہ مبارک تھا سومنات کی جنگ میں ایک موقع پر خدشہ

ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی تو سلطان محمود غزنوی اچانک گھوڑے سے اتر کر گوشے میں چلے گئے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا جبہ ہاتھ میں لے سجدے میں چلے گئے اور دعا مانگی الہی بآبروے خداوندایں خرقہ مارا بایں کفار ظفردہ کہ ہر چہ از غنیمت میگرم بدرویشان دہم خزینۃ الاصفیاء۔ تذکرہ الاولیاء۔ ص ۳۴۴

اچانک دشمن کی طرف سے شور اٹھا اور تاریکی چھا گئی اور کافر آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصوں میں بٹ گئے اور لشکر اسلام کو فتح حاصل ہوئی

محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس رات حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا جو کہ محمود غزنوی سے فرماتے تھے

اے محمود آبروئے

خرقہ مابردی بردر گاہ حق کہ اگر دران ساعت

در خواستی جملہ کفار رااسلام روزی کردے

ترجمہ اے محمود تم نے دربار الہی میں ہمارے جبے کی قدر نہ کی اگر تم چاہتے تو تمام کفار کے لئے اسلام کی درخواست کرتے تو اللہ تعالیٰ تمام کفار کو اسلام نصیب فرمادیتا واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو بہت عزت دی ہے

اب ہندوپاک کے مستند اور اجلہ علماء کرام سے سنئیے،

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سیدی زروق رحمتہ اللہ علیہ (محشی بخاری) کا تذکرہ بڑے شاندار پیرایہ پر کیا ہے فرماتے ہیں بالجملہ مردے جلیل القدر است کہ مرتبۂ اوفوق الذکر است و او آخر محققین صوفیہ است کہ بین الحقیقت والشریعت جامع بودہ اند وبشاگردی او اجلہ علماء مفتخر مباہی بودہ اند مثل علامہ شہاب الدین قسطلانی وعلامہ شمس الدین لقانی و اور اقصیدہ الیست بطور قصیدہ جیلانیہ کہ بعض بیات او الیست بستان المحدثین فارسی ص ۳۲۲

شعر انا لمریدی جامع لشتاتہ اذا ماسطا جور الزمان بنکبتہ

وان کنت فی ضیق و کرب ووحشتہ فناد بیاز روق آت بسرعتہ

ترجمہ:-

مختصر یہ کہ وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جن کا مرتبہ بیان نہیں کیا جاسکتا وہ محققین صوفیہ کے آخری بزرگ ہیں جنہوں نے شریعت و حقیقت کو جمع کیا بڑے بڑے علماء مثلاً" علامہ شہاب الدین قسطلانی اور علامہ شمس الدین لقانی نے انکی شاگردی پر فخر کیا ہے قصیدہ غوثیہ کے طریقے پر انکا قصیدہ ہے جس کے کچھ شعر یہ ہیں

ترجمہ:- شعر، میں اپنے مرید کے بکھرے ہوئے حالات کو جمع کرنے والا ہوں جب زمانے تندیٔ زمانہ اس پر کوئی مصیبت ڈھائے اگر تو تنگی تکلیف و وحشت میں ہے، تو یا زروق پکار میں فوراً" آجاؤں گا

غور فرمائیں اگر ان اشعار کو مشرکانہ قرار دیا جائے تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اور ان کی سند سے وابستہ لوگوں کے متعلق کیا حکم ہو گا جو ان اشعار کو اعتقاد کے ساتھ نقل کرتے چلے آرہے ہیں مگر ان بد بختوں کو اس سے کیا غرض اُولئک حزب الشیطان، کے مصداق یہ لوگ نبی اور ولی اور اپنے آپ میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے کیا خوب فرمایا مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے شعر

ہمسری باانبیاء برداشتند اولیاء

راہمچو خود پند اشتند

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر

ما وا ایشان بستۂ خوا بیم و خور

این ندا ستند ایشان از عمی

ہست فرق درمیاں بے انتہی

مثنوی مولانا روم

ترجمہ

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ یہ بے وقوف لوگ انبیاء علیہ السلام کے ساتھ برابری کرتے ہیں اور اولیاء کرام کو اپنے برابر سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ اولیاء انبیاء ہماری طرح بشر ہی تو ہیں ہم اور یہ کھانے پینے

سونے میں برابر ہیں مولانا فرماتے ہیں کہ یہ کم بخت اپنے اندھے پن کی وجہ سے یہ نہ سمجھ سکے ہمارے اور انکے درمیان کتنا بڑا فرق ہے صاحب در مختار کے استاد علامہ خیر الدین رملی رحمتہ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

واما قولہم یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فھو نداء واذا ضیف الیہ شیئی اکراما اللہ فما الموجب

لحرمتہ (الی ان قال) ووجہ التکفیر طلب بانہ شیئی للہ وہو جل وعلا غنی عن کل شیئی والکل محتاج الیہ

وھذا لا ینختلج فی خاطر احد فان ذکرہ تعالیٰ للتعظیم کم فی قولہ تعالیٰ فان للہ خمسہ ومثل کثیر فتاویٰ خیریہ وفتاوی حامدیہ جلد ۲ ص ۲۸۲

ترجمہ:-

عامتہ المسلمین کا یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کہنا ندا ہے اور جب اسکے ساتھ شیاللہ کا اضافہ کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور رضا کسی شئے کا مطالبہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر شئے سے بے نیاز ہے اور سب اسکے محتاج ہیں اور یہ مطلب کسی کے تصور میں بھی نہیں آتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم کے لئے ہے جیسے ارشاد ربانی ہے، فان للہ خمسہ، الآیہ اور ایسی مثالیں بہت ہیں

سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

من اسغاث بی فی کربتہ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدہ فرحت عنہ ومن توسل بی اللہ عزوجل فی حاجتہ قضیت لہ الخ بہجتہ الاسرار ص ۱۰۲

ترجمہ:-

جو شخص کسی تکلیف میں میرے وسیلے سے امداد کی درخوست کرے اسکی وہ تکلیف دور کی جائے گی اور جو کسی مصیبت میں میرا نام پکارے وہ مصیبت دور کی جائے گی اور جو کسی حاجت میں میرا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے اسکی وہ حاجت پوری کردی جائے گی

یہ ہے شان اولیاء اور محبوبان خداہ

امام شیخ الاسلام شہاب الدین رملی کے فتاوی میں ہے

سئل عما یقع من العامتہ عن قولہم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذلک من الاستغاثتہ بالانبیاء والمرسلین والصالحین وھل للمشائخ اغاثتہ بعد موتہم ام لا فاجاب بمانصہ ان الاستغاثتہ بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والصالحین جائزتہ وللانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین اغاثتہ بعد موتہم النح انوار الانتباہ ص ۱۰۶

ترجمہ:-

شیخ الاسلام رملی سے پوچھا گیا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء۔ وصالحین سے فریاد کرتے ہیں اور یارسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور انکے مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور انبیاء۔ علیہم السلام اور اولیاء۔ وصلحاء۔ بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں انہوں نے جواب دیا بیشک انبیاء۔ مرسلین اولیاء۔ وصلحاء سے بعد وصال کے بھی مدد مانگی جاسکتی ہے اور بعد انتقال کے بھی وہ مدد فرماتے ہیں اور حالت حیات کی طرح بعد ممات بھی تصرف کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے قبور میں زندہ ہے اور یہی اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے اسی پر اجماع امت ہے

سید جمال بن عبداللہ بن عمر مکی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں

سئلت عمن یقول فی حال الشدائد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او یا علی او یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ مثلاھل ہو جائزام لا

اجبت نعم الاستغاثتہ بالاولیاء وندا ءھم والتوسل بہم امر مشروع وشیئی مرغوب لاینکرہ الامکابر او معاند وقد حرم برکتہ الاولیاء الکرام فتاوی خیریہ ج ۲ ص ۳۸۲

ترجمہ:-

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت کہتا ہے یارسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر جیلانی مثلاً " آیا یہ شرعاً " جائز ہے یا نہیں میں نے جواب دیا ہاں اولیاء۔ سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور انکے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا معاند اور بے شک جو منکر اولیاء۔ ہے وہ انکی برکت اور فیوضات سے محروم ہے

علامہ ابن الجوزی نے کتاب عیون الحکایات، میں تین بھائیوں جو مجاہدین تھے کا واقعہ جو شام میں رہتے تھے بسند مسلسل روایت کیا ہے جو بعد موت کے مع جماعت ملائکہ اپنے بھائی کی شادی میں شرکت کرنے کے لئے عالم بیداری میں آئے تھے یہ واقعہ بہت مشہور ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اپنی مشہور کتاب (شرح الصدور) میں بھی درج کیا ہے جسکی خواہش ہو وہاں دیکھ سکتا ہے

عاشق رسول فیضان صاحب سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں فرماتے ہیں

شعر:-

مشکلیں اس سے۔ ڈرنے لگیں خود بخود مشکلوں میں جو کوئی پکار علی
دیدہ اولیاء۔ جس پہ ہے مرتکز دست قدرت کا ہے وہ اشارہ علی

اب دار العلوم دیوبند کے چند اکابرین علماء کے اقوال ملاحظہ ہوں

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی گلزار معرفت میں فرماتے ہیں

شعر:-

شفیع عاصیان تم ہو وسیلہ بے کساں تم ہو
تمہیں چھوڑ کر اب کدھر جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

اور یہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب "نالۂ امداد غریب" میں فرماتے ہیں،

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

نالۂ امداد ص ۸

جناب مولانا محمد قاسم نانوتوی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یا نبی اللہ میرے پہ کیا پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

قصائد قاسمی ص ۶

اور مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں

یاشفیع العباد خذبیدی انت فی الاضطرار معتمدی

ترجمہ اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرما آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں

لیس لی ملجاء سواک اغث

مسنی الضر سیدی سندی،

ترجمہ۔ آپ کے سوا میرا کوئی ملجا۔ وماویٰ نہیں اے میرے آقا میری فریاد سنئے میں تکلیف میں مبتلا ہوں

غشنی الدھر یاابن عبداللہ

کن مغیثا" فانت لی مددی

ترجمہ۔ زمانے کی مصیبتوں نے مجھ کو گھیر لیا ہے اے ابن عبداللہ میری فریاد سنیں میری مدد فرمائیں

نواب صدیق حسن خان امام الوحابیہ فرماتے ہیں،

شفعت جاھک صنار عامتذ للا

"مالی ورائک صارف الضراء"

ترجمہ۔ میں نے نہایت عاجزی وانکساری سے آپ کی عزت وجاہ کو شفیع بنایا، کیونکہ میرے لئے آپ کے سوا تکلیف ومصیبت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں

انت المغیث برحمتہ وکرامتہ

فی غمتہ وغوائل وبلا

ترجمہ آپ مددگار ہیں اپنی رحمت وکرامت کے ساتھ ہر سختی ومشکلات وبلا میں

مالی ورا لمستغاث فارحمن

یارحمت اللعالمین بکا۔

ترجمہ آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں اے رحمتہ اللعالمین میری گریہ وزاری دیکھ اور مجھ پر رحم کر

وسواک مالی فی القیامتہ شافع

انت المخلص لی من الباساء

ترجمہ۔ آپ کے سوا قیامت میں میرا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں آپ ہی مجھے سختیوں اور مصیبتوں سے بچانے والے ہیں (ماثر صدیقی موسوم بہ سیرت والاجاہی ص، ۳۰،۳۱

(نوٹ)

اب یہ منکرین استغاثہ من الانبیاء۔ والاولیاء۔ والصالحین بتائیں کہ دارالعلوم دیوبند کے یہ اکابرین حضرات مشرک ہیں یا کہ موحد جو سب کے سب یارسول اللہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں

استغاثہ کر رہے ہیں اور مدد مانگ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مصائب و تکالیف کو دفع کر۔ والے روز قیامت شفاعت کرنے والے کہہ رہے ہیں خصوصا" نواب صدیق حسن خان نے تو گویا شر کے ڈھیر لگا دیتے ہیں ان کے اشعار کو دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کہہ کر پکارا گیا نیز آپ سہارا۔ وسیلہ۔ مددگار دافع البلا۔ مقاصد پورے کرنے والا۔ امیدوں پر پورا کرنے پر قادر۔ فریاد رس مصیبتوں سے بچانے والا شفیع مانا گیا۔ یہ کم بخت اپنے ان اور ان جیسے دوسرے اکابرین پر فتویٰ کیوں نہیں جڑتے

اب سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ، جن کی جلالت شان عالم میں آشکارا ہے لکھتے ہیں بدوی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں، کہ ایک بار سیدی مدین بن احمد اشمونی رحمتہ اللہ علیہ وضو۔ فرما رہے تھے اسی اثنا میں ایک کھڑاؤں بلاد مشرق کی طرف پھینکی

ثم جاء رجل من تلک البلاد بعد سنۃ الی ان قال، وہی الی الآن عند ذریتہ،

پھر سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوا اور وہ کھڑاؤں ان کے پاس تھی انہوں نے حال بیان کیا کہ جنگل میں ایک بدکار نے انکی صاحبزادی پر دست درازی کرنی چاہی لڑکی کو اس وقت اپنے والد کے پیرومرشد حضرت سید مدین کا نام معلوم نہ تھا، اس نے یوں ندا کی یا شیخ ابی لاحظنی اے میرے والد کے پیرومرشد مجھے بچائیے یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی اور لڑکی نے نجات پائی وہ کھڑاؤں اب تک انکی اولاد میں موجود ہے (طبقات الکبری ج ۲ ص ۲۸)

واقعی رومی فرماتے ہیں

اولیاء راہست قدرت از الہ

تیر جستہ باز گرداند زراہ

مثنوی اس طرح حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے

کان اذا ناداہ مریدہ اجابتہ من مسیرتہ سنتہ اکثر (طبقات الکبریٰ ص ۲۹)

ترجمہ :-
جب انکا کوئی مرید جہاں کہیں سے نداء کرتا تو جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا زیادہ
اس قسم کے بے شمار واقعات حضرت امام عبدالوھاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے طبقات الکبریٰ میں
بیان فرماتے ہیں اور یہ امام شعرانی وہ بزرگ ہستی ہیں جن کے بارے میں دیوبند کے صدر مدرس جناب
انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں

والشعرانی ایضا کتب انہ رآہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقراء علیہ البخاری فی ثمانیتہ رفقۃ معہ ثم سماھم وکان
واحدا منھم حنیفا" (فیض الباری شرح صحیح بخاری ص ۲۰۴)

ترجمہ :-
امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں زیارت کی اور
پوری بخاری شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھ کو سنائی اس وقت آپ کے ساتھ آٹھ
رفقاء بھی تھے ان میں ایک حنفی تھا

خلاصہ اینکہ، یہ منکرین نداء یارسول اللہ ومنکرین استغاثہ از انبیاء اولیاء گمراہی کے عمیق گڑھے میں
گرے ہوئے ہیں، صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے اور ایک
گروہ علماء کے نزدیک وہ لوگ کہ یا رسول اللہ یا علی یا حسین اور یا غوث الاعظم کہنے والے کو کافر
کہتے ہیں وہ خود کافر ہیں العیاز باللہ

توان پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی بیویوں سے نکاح جدید کریں
درمختار میں ہے

مافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبتہ وتجدید النکاح
مختلف فیہ امور میں احتیاط لازم ہے اور کسی کو کافر نہ کہنا چاہیے اگر کہہ دیا تو اس کو توبہ استغفار کرنا
چاہیے اور نکاح دھرانا چاہیے

یا آدم است   باپدر انبیاء خطاب

یاایہاالنبی خطاب محمد است

محمد عربی کابروئے ہر دو سراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست

بخوف طوالت بہت سے حوالہ جات کو ترک کر دیا گیا عقلمند اور ذی فہم کے لئے یہی کافی ہے

هذا ما عندي من الكتاب والله اعلم بالصواب

(ختم شد)

(بقیہ صفحہ ۱ سے آگے)

ہماری حالت مردوں سے بالکل جداگانہ ہے۔ ہم پردہ نشین ہیں، اس لئے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتے مرد جمعہ اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں مریضوں کی عیادت کرتے ہیں نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حج کو جاتے ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں۔ لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتی ہیں، گھروں کی حفاظت کرتی ہیں، کپڑوں کے لئے چرخہ کاتتی ہیں۔ تو کیا اس صورت میں ہمیں بھی ثواب ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو صحابہ سے فرمایا، کیا تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماء کو جواب دیا کہ عورت کے لئے شوہر کی رضا جوئی نہایت ضروری ہے۔ اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے عورت کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

اک عالم گداز تھا عزم حسین میں
گزرے جو کربلا سے نکھر آیا حسن ذات
تھا جلوہ جمال شہیداں کا اہتمام
ہر تشنہ لب کے سامنے بہتا نہیں فرات

محمد نبی خان جمال سویدا